جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ''ایک وقت آئے گا قاتل قتل کرے گا اور اسے نہیں معلوم ہوگا وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور مقتول قتل ہوگا اسے نہیں معلوم ہوگا وہ کیوں قتل کیا جارہا ہے۔'' یہ کھلی سزا آج ہم پر مسلط ہے۔

مہاجرین پر انعامات: اللہ تعالیٰ نے مہاجروں پر خصوصی انعام رکھا ہے، بالخصوص جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے اللہ نے ان کی اس نیکی کے بدلہ مال، زمین سب کچھ دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغمًا کثیرا وسعة (۸۲)

جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا اللہ اس کیلئے زمین کشادہ کردے گا اور رزق میں بھی کشادگی کردے گا

آج اس ملک کا ہر شخص گواہ ہے جو لوگ ہجرت کر کے آئے وہ باعتبار خوشحال ملک کے تمام طبقوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ لیکن اس کے بعد کا دوسرا مرحلہ تھا۔

پاکستان کا شکرانہ:

لئن شکرتم لازیدنکم (۸۳)

اگر تم ان نعمتوں کے ملنے پر خدا کا عملاً شکر کرتے جس طرح صحابہ کرام نے مدینہ کی اسٹیٹ ملنے پر پوری آزادی وگرم جوشی سے شکر کے تقاضوں کو پورا کیا وہ مال کی فراخی اور زمین کی فراخی حاصل کر کے اس میں مست نہیں ہوئے بلکہ اس حاصل کردہ زمین پر اللہ کا قانون نافذ کیا غور فرمایئے۔ جب توریت اور انجیل کے نفاذ پر قرآن نے اتنی بڑی خوشخبری کا وعدہ کیا ہے تو قرآن جو سب سے عظیم کتاب ہے اس کے نفاذ پر کیا کچھ خدا کی نعمتیں ہمیں نہ ملتیں مگر ہم اسوہ حسنہ کو چھوڑ بیٹھے۔ جبکہ صحابہ نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ نے ان کی حکومت کو بھی ان پر کشادہ کردیا اور وہ جہاں سے نکالے گئے تھے (مکہ) اس پر بھی ان کی حکومت قائم کردی۔ ہمارا

فرض تھا ہم اس اسٹیٹ کو اسلام کے مطابق ڈھالتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ حسب وعدہ ہمارے لئے بھی زمین کو کشادہ کر سکتا تھا۔ ممکن تھا جہاں سے ہمیں نکالا گیا تھا اللہ تعالیٰ دوبارہ اسی لال قلعہ پر ہمارے ہاتھوں اسلام کا جھنڈا لہرا دیتا ہے۔ مگر ہم نے جذبہ جہاد کو پلاٹ، پرمٹ، ذاتی، مفاد، لوٹا کریسی کی نذر کر دیا۔ قرآن کا اگلا حکم دشمن کے خلاف نظریاتی اور جہادی یلغار کا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خطوط کے ذریعہ اور جہاد کے ذریعہ اس پر عمل کیا اور اسلام قرب وجوار پر چھا گیا۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ جو ملک حاصل کیا تھا اس کا نصف گنوا دیا جو باقی ماندہ ہے اسے توڑنے اور ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

یہ ملک ایک نظریاتی ملک ہے نظریہ زندہ کیا جائے گا ملک زندہ و مستحکم رہے گا ورنہ ملک بھی باقی نہیں رہے گا۔ نظریاتی ملک کو استحکام نظریاتی بنانے میں مضمر ہے۔ اسلام کا نفاذ کرنے میں اور اسوۂ حسنہ کو فروغ دینے میں ہے۔

لہٰذا آخر میں مختصراً سیرت طیبہ کے سابقہ پیش کردہ پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند باتیں قارئین کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں۔

پاکستان کا استحکام قومیت کی جگہ نبویؐ اخوت کے نظام کو زندہ کرنے میں مضمر ہے: جس طرح نبی کریم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی قومی عصبیت کو ختم کیا تھا ہم بھی اسے ختم کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ مواخات اور تعاون کو فروغ دیں۔ جس طرح صحابہ نے ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا تھا ہم اس جذبہ کو فروغ دیں۔ ملک کے ہر صوبہ اور ہر طبقہ کو اس کا جائز حق دیں۔ قومی شناخت پیدا کریں۔ علاقائی شناخت کی حاصل شدہ آمدنی انہی لوگوں پر خرچ ہونی چاہئے۔ جس علاقہ سے جو زکوٰۃ وغیرہ وصول ہو۔ پہلے اس علاقہ کے غرباء پر خرچ ہو۔ جو ٹیکس جہاں سے وصول ہوتا ہے پہلے اس علاقہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو۔ (۸۴) پھر دوسروں کو دیا جائے، اس طرح موجودہ احساس محرومیاں جنم نہیں لیں گیں۔

اخوت کا فروغ خدمت کے ذریعہ: اخوت کو فروغ دینے کا دوسرا ذریعہ خدمت خلق ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كربة يوم القيامة و من يسر على معسر الله عليه في الدنيا و الاخرة و الله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه (٨٥)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی تکلیف میں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف بھی دور کرے گا۔ جو مشکلات میں گھرے کسی مسلمان کیلئے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ جب تک انسان اپنے مسلم بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد کرنے والے کی مدد کرتا رہتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

الخلق كلهم عيال الله أحبهم اليه انفعهم لعياله (٨٦)

مخلوق بلا تخصیص مذہب سب کی سب اللہ کا کنبہ ہے۔ اس میں اللہ کو وہ شخص زیادہ پسند ہے جو اس کے کنبہ کو زیادہ نفع پہنچائے۔

اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم نے اپنے معاشرہ میں نفسا نفسی اور ذاتی مفادات کو پروان چڑھا کر کتنے اہم کام کو چھوڑ رکھا ہے۔ اگر ہم لوگوں کے مسائل حل کریں ان کے مصائب کم کریں تو باہمی اخوت خود بخود فروغ پائے گی۔ اگر ہم ان کے مصائب میں اضافہ کریں گے تو نفرت کو فروغ ہوگا۔

پاکستان کا استحکام اسلامی ثقافت کو فروغ دینے میں مضمر ہے: اسلامی ثقافت کو فروغ نہ دینے کا نتیجہ ہے کہ مغربی ثقافت کی یلغار کا دن بدن ہم پر دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ اسلامی ثقافت میں

تین بنیادی باتیں ہیں۔

(۱) بلند ترین فکری سطح اور معیار جو اسلامی حکومت کے کسی دور میں پیدا ہوا۔

(۲) تاریخی لحاظ سے وہ کامرانی جسے اسلام نے ادب سائنس اور آرٹ کے میدان میں حاصل کیا۔

(۳) مسلمانوں کا طریق زندگی، مذہبی عمل، زبان کا استعمال اور معاشرتی رسوم ورواج کے خصوصی ربط کے ساتھ (۸۷) فروغ دیا جائے جس میں اس کی روح، توحید، رسالت، جواب دہی کا تصور، وحدت نسل انسانی، عظمت انسانی اور تقویٰ سے معمور ہو۔

پاکستان کا استحکام تشدد و فرقہ واریت کی جگہ نبوی رواداری میں مضمر ہے: اسلام اعتدال کا مذہب ہے۔ اس میں انتہاء پسندی سے روکا گیا ہے اور ساتھ ہی ہر طبقہ کو مکمل آزادی بھی دی ہے۔ لیکن یہ آزادی اگر ملک کے لئے زہر قاتل بن جائے تو پہلے قرآنی حکم کے تحت

فان تنازعتم فی شیئی فردوہ إلی اللہ ورسولہ (۸۸)

اگر کسی مسئلہ میں باہم تنازعہ پیدا ہو جائے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اسے حل کیا جائے اور قرآن وسنت کی تعلیم یہ ہے کہ بیٹھ کر ظالم ومظلوم کا فیصلہ کیا جائے۔ جو طبقہ زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے اگر پھر بھی باز نہ آئے تو سب مل کر اسے سزا دیں یہاں تک کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

دوسرے یہ کہ اسلام نہ کسی مندر، گرجہ اور کنیسہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے نہ اس کی اجازت دیتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی مسجدوں پر قبضہ کریں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کافروں کے خداؤں کو گالیاں نہ دو ورنہ جہالت میں وہ تمہارے خداؤں کو گالیاں دیں گے۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک نے اپنے ملک کی اقلیتوں کو جو حقوق

دیئے ہیں وہی ہمیں بھی اخلاقاً نہیں دینا چاہئے ورنہ اس ملک کا وہی حشر ہوگا جو بغداد کا ہوا کہ مذہبی عداوت میں علقمی نے ہلاکو کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی۔ جب وہ آ گیا تو اس نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔(۸۹)

پاکستان کا استحکام حب رسول و جذبہ جہاد کے فروغ میں مضمر ہے: آج ہمارے اندر دین کی محبت، رسول کی محبت نہیں رہی۔محبت جب جوبن پر آتی ہے تو انسان سے بڑی بڑی قربانیاں انجام دلواتی ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ حب رسالت کے جذبہ کو فروغ دیا جائے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک شخص شراب خوری کے جرم میں پیش ہوا، صحابہ نے (اس کی بار بار شراب نوشی اور سزا پانے سے تنگ آ کر) کہا خداوندا تو اس پر اپنی لعنت نازل کر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے۔(۹۰) خدا اور رسول کی محبت ہی تھی کہ وہ گناہ جو بے عملی کی وجہ کر لیتا فوراً اس سے رجوع کرتا اور اپنے کو سزا کے لئے پیش کر دیتا تھا اور جو شخص سزا کے لئے پیش کر سکتا ہے وہ گناہ بھی چھوڑ سکتا ہے اور وقت پڑنے پر مذہب و ملک کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔اس موقع پر قارئین کے لئے نبی کریم ﷺ کی ایک پیشین گوئی بیان کرنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے آزاد کرے گا، ایک وہ جو ہندوستان کے خلاف جہاد کرے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے ساتھ جہاد کرے گا۔(۹۱)

اس حدیث کی سند درست ہے۔(۹۲) لہٰذا ہمیں عوام کو ذہنی طور سے تیار کرنا چاہئے۔ لیکن یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جب ایسے سازگار حالات ''کارگل'' کی صورت ہمارے سامنے آئے اور دشمن چاروں شانے چت ہو چکا تھا ہم نے تاریخ کی سابقہ غلطی کو دہرایا اور ایک مصنوعی سپر پاور کے کہنے پر پسپائی اختیار کر لی۔

ہمارے تمام ڈراموں اور فلموں کا مرکزی مضمون محبت کی ناکامی و کامیابی ہوتا ہے۔گویا